حسرتیں

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

عبدالستار خان

لك الحمد ربی کما ینبغی لجلال وجھك وعظیم سلطانك

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں یہ کتاب لکھنے کی توفیق دی نیز ان خاموش اور گمنام بھائیوں کا بھی شکریہ جنھوں نے میری سابقہ کتابوں کو لاکھوں افراد تک پہنچایا۔ان ساتھیوں کا بھی بطور خاص شکریہ جنھوں نے فون کر کے یا ای میل کے ذریعہ میری حوصلہ افزائی کی۔

یہ کتاب بھی سابقہ کتابوں کی طرح PDF فارمیٹ میں تیار کر کے نیٹ پر جاری کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ سابقہ کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی پسند کیا جائے گا نیز اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اسے ہمارے لئے نافع اور صدقہ جاریہ بنائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں انٹرنیٹ کی سہولت دستیاب ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے دعوت کو پھیلانے کیلئے اپنے وقت کی جدید ترین ٹیکنالوجی کو استعمال کیا تھا۔آپ ﷺ نے صفا کی چوٹی پر ’’واصباحاہٗ‘‘ کا نعرہ لگایا۔اس وقت کے گردوپیش کے ممالک کے سربراہان کو خطوط لکھ کر دعوت دی تھی۔ یہ اس وقت کی جدید ترین ٹیکنالوجی تھی جسے بھرپور طریقہ سے استعمال کیا گیا۔آج ہمارے پاس انٹرنیٹ کی سہولت ہے۔ہم منٹوں میں لاکھوں افراد تک دعوت پہنچا سکتے ہیں۔میری تمام کتابوں کے جملہ حقوق بحق تمام مسلمان محفوظ ہیں۔اس کتاب میں سے جتنا حصہ جو چاہے، جس طرح چاہے استعمال کر سکتا ہے۔اس کتاب کا ہدیہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ آپ کے پاس جتنے ای میل ایڈریسز ہیں، ان سب کو یہ کتاب روانہ کر دیں۔آپ کو نہیں معلوم کہ یہ کتاب کس شخص کے ہاتھ لگ جائے جو اسے پڑھ کر راہ حق پر آجائے۔ یہ صدقہ جاریہ ہے، اسے جاریہ ہی رکھیں۔

مذکورہ کتاب کا موضوع نسبتاً نیا ہے۔میں اس کا حق ادا کرنے کا دعویٰ تو نہیں کرتا تاہم حتی المقدور کوشش کی ہے اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کروں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس کتاب میں مزید کئی چیزوں کا اضافہ ہوسکتا

تھا۔اس کتاب میں کچھ خامیاں اور کوتاہیاں بھی ہوں گی۔ جہاں کہیں صحیح بات لکھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مہربانی سے ہے اور جہاں کوئی غلطی ہے تو میرے اپنے نفس اور شیطان کی وجہ سے جس سے میں اپنے رب کریم سے معافی کا طلبگار ہوں۔

کتاب جب تک زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوتی، تب تک مصنف کی ملکیت ہوتی ہے مگر جب وہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر قاری کے ہاتھ میں پہنچتی تو قاری کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ یہ کتاب طبع تو نہیں ہوئی، ہاں البتہ اس فارمیٹ میں نیٹ پر جاری ہوئی ہے، یہ قاری کے پاس پہنچی ہے تو اب قاری کی ملکیت ہے۔ وہ اس پر جو رائے رکھنا چاہتا ہے، رکھ سکتا ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ غالب اکثریت رائے دینے میں بخل سے کام لیتی ہے مگر میری گزارش ہے کہ اس کتاب کے متعلق اپنی رائے دیں، میری اصلاح کریں، کسی غلطی اور کوتاہی کی طرف توجہ دلائیں۔ یہ کام اب اس لئے بھی زیادہ آسان ہے کہ سب کے پاس ای میل ہے۔

آخر میں برادرم لطیف آفتاب اور ان کے گھر والوں کا تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچانے کیلئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔ لطیف بھائی کی حوصلہ افزائی کے بغیر یہ کام ممکن نہیں تھا۔ یہ لطیف بھائی ہی تھے جنہوں نے مجھے نیٹ پر کتابیں جاری کروانے پر قائل کیا ورنہ میں وسائل کی کمی کا رونا روتا رہتا اور ایک آدھ کے سوا میری کوئی کتاب منظرِ عام پر نہ آسکتی۔ اللہ تعالیٰ محترم برادرم لطیف آفتاب اور ان کے گھر والوں کو بہترین اجر و صلہ دے اور ان کی کاوشوں کو قبول کرے۔ تمام قارئین سے استدعا ہے کہ وہ مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

عبدالستار خان

جدہ، 16 فروری 2012ء

nazar_70@hotmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجید میں رب ذوالجلال کا ارشاد ہے:

﴿ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾

''(اے محمد ﷺ) اس حالت میں جبکہ یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لا رہے، انہیں اس دن سے ڈرادو جبکہ فیصلہ کردیا جائے اور حسرت کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا'' (1)۔

یہ سورہ مریم کی مذکورہ بالا آیت کریمہ میں ''یوم الحسرۃ'' کا ذکر ہوا ہے یعنی حسرت کا دن۔ عربوں کا طریقہ ہے کہ جس چیز کی جتنی زیادہ اہمیت ہوتی ہے، اس نام بھی اتنے ہی رکھے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن کی اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید میں اس کے بھی کئی نام آئے ہیں تاکہ اس کی اہمیت واضح ہوجائے۔ قیامت کو کہیں ''القارعۃ'' یعنی عظیم حادثہ کہا گیا ہے تو کہیں ''الحاقۃ'' یعنی ہونی شدنی کہا گیا۔ کہیں اس دن کو ''یوم الآزفۃ'' کہا گیا تو کہیں ''یوم التغابن'' کہا گیا۔ اس دن کو ''الواقعہ، الغاشیہ اور الطامہ'' کے علاوہ اور بھی کئی ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ اسی طرح یوم القیامہ کو ''یوم الحسرۃ'' بھی کہا گیا ہے کہ اس دن کافر، فاسق، فاجر اور جہنم رسید کئے جانے والے تمام افراد حسرتیں کریں گے۔ انہیں نعمتوں کے چھوٹ جانے اور عذاب سے دوچار ہونے پر حسرت، ندامت، افسوس اور پشیمانی ہوگی۔

ہمارا موضوع اسی لفظ ''الحسرۃ'' کے متعلق ہے۔ ہم معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ قیامت کے دن کس طرح بعض لوگوں کو حسرتوں، ندامتوں اور پشیمانیوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔

....

(1) مریم 39

حسرت کا مطلب کیا ہے؟۔

کسی چیز کے نہ ملنے کو یا چھوٹ جانے پر حسرت ہوتی ہے۔ گویا حسرت وہ خواہش ہے جو کبھی پوری نہ ہوتی ہو۔ حسرت، افسوس، ندامت، پشیمانی اور پچھتاوا ایک طرح سے ہم معانی الفاظ بھی ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ آخرت میں کس طرح کی حسرتیں ہوں گی:

ہم جس مصروف دور میں گزر رہے ہیں، اس نے ہم میں سے بہت سوں کو یہ بات بھلا دی ہے کہ ہمیں ایک دن موت آئے گی اور جس دن موت آئے گی، اس وقت مہلت عمل ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد ہمارے اعمال کے مطابق ہمارا فیصلہ ہوگا کہ ہم آئندہ زندگی میں خوش وخرم رہیں گے یا حسرت اور ندامت ہمارا مقدر رہے گا۔

مسلمان درحقیت وہ ہیں جو:

﴿ وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴾

''اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں'' (2)۔

'' آخرت ایک جامع لفظ ہے جس کا اطلاق بہت سے عقائد کے مجموعے پر ہوتا ہے۔ اس میں حسب ذیل عقائد شامل ہیں:

* انسان اس دنیا میں غیر ذمہ دار نہیں بلکہ اپنے تمام اعمال کیلئے خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔

* دنیا کا موجودہ نظام ابدی نہیں بلکہ ایک وقت پر، جسے صرف خدا ہی جانتا ہے، اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

* اس عالم کے خاتمے کے بعد خدا ایک دوسرا عالم بنائے گا اور اس میں پوری نوع انسانی کو جو ابتدائے آفرینش سے قیامت تک زمین پر پیدا ہوئی تھی، بیک وقت دوبارہ پیدا کرے گا اور سب کو جمع

....

(2)البقرہ 4

کر کے ان کے اعمال کا حسان لے گا اور ہر ایک کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

* کامیابی و نا کامی کا اصلی معیار موجودہ زندگی کی خوشحالی و بدحالی نہیں بلکہ در حقیقت کامیاب انسان وہ ہے جو خدا کے آخری فیصلے میں کامیاب ٹھہرے اور نا کام وہ ہے جو وہاں نا کام ہو‘‘(3)۔

اس عقیدہ آخرت کی بنیاد پر ہمارا ایمان ہے کہ اس روز انسان دو گروہوں میں بٹ جائیں گے:

﴿ فَمِنۡهُمۡ شَقِيٌّ وَسَعِيۡدٌ ﴾

’’پھر کچھ لوگ اس روز بد بخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت‘‘(4)۔

ایک طرف جہاں خوشیاں اور مسرتیں ہوں گے تو دوسری طرف حسرتیں، ندامتیں، افسوس اور پشیمانیاں ہوں گی۔

حسرت کے دن سے آگاہ کرنے اور اس کی ہولناکیوں سے متنبہ کرنے کیلئے اللہ تعالی نے انبیاء اور رسل علیہم السلام کو مبعوث کیا اور کتابیں نازل کیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَأَنذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ إِذۡ قُضِيَ الۡأَمۡرُ وَهُمۡ فِي غَفۡلَةٍ وَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُونَ ﴾

’’(اے محمد ﷺ) اس حالت میں جبکہ یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لا رہے، انہیں اس دن سے ڈرا دو جبکہ فیصلہ کر دیا جائے اور پچھتاوے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا‘‘(5)۔

ہم حسرت کے دن حسرتوں اور پشیمانیوں کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو پہلے ہمیں چشم تصور سے کچھ مناظر کا مشاہدہ کرنا ہوگا۔

آج حسرتوں کا دن ہے ...... آج سورج لپیٹ دیا گیا...... تارے بکھر گئے ...... پہاڑ چلائے

....

(3) تفہیم القرآن، از مولانا سید ابوالاعلی مودودیؒ 1/52۔

(4) ہود 105

(5) مریم 39

گئے......دس مہینے کی حاملہ اونٹنیاں اپنے حال پر چھوڑ دی گئیں......جنگلی جانور سمٹ کرا کھٹے ہو گئے......
سمندر پھاڑ دیئے گئے اور پھر بھڑکا دیئے گئے......قبریں کھول دی گئیں......زمین پھیلا دی گئی اور جو کچھ
اس کے اندر تھا اسے باہر پھینک دیا گیا......زمین پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی گئی......اس کے اندر
سارا بوجھ باہر نکال لیا گیا......آسمان پگھلی ہوئی چاندی کی طرح ہوگئی...... پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے
ہوئے اون جیسے ہو گئے اور کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا۔

یہ ہے حسرتوں کا دن ہے......ندامتوں کا دن ہے......افسوس اور پشیمانیوں کا دن ہے۔آج کسی پر
ظلم نہیں ہوگا......آج کسی پر زیادتی نہیں ہوگی...... ہر صاحب حق اس کا پورا پورا حق دیا جائے گا:

﴿ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ، لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ﴾

’’آج ہر متنفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کی تھی......آج کسی پر ظلم نہ ہوگا‘‘(6)۔

اللہ تعالی کی رضا اور جنت سے محرومی سے بڑھ کر اور کیا حسرت ہوگی،اس سے بڑھ کر افسوس اور کیا
ہوگا۔حسرتوں کے دن جب یہ معلوم ہوگا کہ حسرت کرنے والوں کی مہلت عمل ختم ہوگئی تو ان کی حسرت
میں اور اضافہ ہوگا۔

یہ وہ دن ہوگا جس میں اولین اور آخرین کو جمع کیا جائے اور جنت اور دوزخ کے درمیان موت کو
ایک مینڈھے کی شکل میں پیش کیا جائے گا، پھر اہل جنت سے مخاطب ہو کر کہا جائے گا:

يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا

’’اے اہل جنت، کیا تم اسے جانتے ہو‘‘۔

وہ سہم جائیں گے اور ڈر جائیں اور کہیں گے:

’’ہاں یہ موت ہے‘‘۔

....

(6)المومن 17

پھر اہل جہنم کو پکارا جائے گا:

یَا اَھْلَ النَّار، ھَلْ تَعْرِفُوْنَ ھٰذَا

’’اے اہل دوزخ، کیا تم اسے جانتے ہو‘‘۔

وہ سہم جائیں گے اور ڈر جائیں گے اور کہیں گے:

’’ہاں یہ موت ہے‘‘۔

پھر حکم ہوگا کہ موت کو ذبح کیا، اور موت کو ذبح کرکے اعلان ہوگا:

یَا اَھْلَ الْجَنَّة ، خُلُوْدٌ فَلَا مَوْت

’’اے اہل جنت، تم اس نعیم میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے، تم پر کبھی موت نہیں آئے گی‘‘۔

وَیَا اَھْلَ النَّار ، خُلُوْدٌ فَلَا مَوْت

’’اور اے اہل دوزخ، تم اس عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے، تم پر کبھی موت نہیں آئے گی‘‘(7)۔

پھر ایک طرف جہاں خوشیاں اور مسرتیں ہوں گی تو دوسری طرف حسرتیں ہوں گی، ندامتیں ہوں گی، افسوس اور پشیمانیاں ہوں گی۔ یہ ہے حسرتوں کا دن۔ اسی حسرت سے بچانے کیلئے تو اللہ تعالی نے انبیاء اور رسول علیہم السلام مبعوث کئے اور کتابیں نازل کیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ:

﴿ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴾

’’اور پیروی کرو اپنے رب کی بھیجی ہوئی کتاب کے بہترین پہلو کی، قبل اس کے تم پر اچانک عذاب آئے اور تم کو خبر بھی نہ ہو‘‘۔

﴿ أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَى عَلَى مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ﴾

....

(7) حدیث صحیح: بروایت حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ، صحیح الجامع از علامہ ناصر الدین الالبانیؒ 522، صحیح مسلم 2849، صحیح بخاری 4730، سنن ترمذی 2557، ترغیب وترہیب 4/410۔

”ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص کہے: افسوس میری اس تقصیر پر جو میں اللہ کی جناب میں کرتا رہا بلکہ میں تو الٹا مذاق اڑانے والوں میں شامل تھا“ (8)۔

حسرت کے دن منکرین حق کو حسرت بطور سزا دی جائے گی تا کہ ان کی حسرت، افسوس، پشیمانی اور ندامت میں مزید اضافہ ہو۔ سرورِ کونین ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

لَا یَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَآءَ لِیَزْدَادَ شُکْرًا

”جنت میں کوئی شخص داخل نہیں ہوگا مگر اس سے پہلے اسے جہنم میں اس کا مقام نہ دکھا دیا جائے، اگر وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا تو جہنم میں اس کا یہ ٹھکانہ ہوتا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر زیادہ شکر ادا کرے“۔

وَلَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِیَکُوْنَ عَلَیْهِ حَسْرَةً

”اور جہنم میں کوئی شخص داخل نہ ہوگا مگر اس سے پہلے اسے جنت میں اس کا مقام نہ دکھایا جائے اگر وہ حسن عمل کرتا تا کہ اس کی حسرت میں اضافہ ہو“ (9)۔

مگر کیا اس کا اب کوئی فائدہ ہوگا، نہیں! یہاں تو حسرت بطور سزا دی جارہی ہے۔

حسرتوں کے دن حسرت کے کئی مناظر ہمیں قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ میں دکھائے گئے ہیں۔ حسرت کی ایک صورت دیکھئے کہ اس دن جہاں ایک ایک نیکی کی ضرورت ہوگی وہاں نیکیوں کے پہاڑوں کو ضائع ہوتا دیکھ کر کس قدر افسوس اور پشیمانی ہوگی۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

اَتَدْرُوْنَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟

”کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟“۔

....

(8) الزمر 56

(9) حدیث صحیح: بروایت حضرت ابو ہریرہؓ، صحیح بخاری 6569، صحیح الجامع 7668۔

لوگوں نے کہا کہ مفلس تو وہ ہے جس کے پاس دینار ہے نہ درہم۔آپ ﷺ نے فرمایا:

''نہیں! مفلس وہ ہے جو نیکیوں کے پہاڑ لایا ہوگا مگر اس کے ساتھ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کا حق مارا ہوگا، کسی کی غیبت کی ہوگی، کسی پر بہتان باندھا ہوگا، یہ سب مدعی دربار الٰہی میں جمع ہوں گے اور اپنے حق کا مطالبہ کریں گے۔ان کو مفلس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا یہاں تک کہ نیکیاں ختم ہوجائیں گی مگر مدعی ختم نہیں ہوں گے۔ پھر حکم ہوگا کہ مدعیوں کے گناہ اس کے سر ڈالے جائیں، پھر وہ منہ کے بل جہنم میں گرادیا جائے گا''(10)۔

اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نیکیوں کے پہاڑ اس طرح ضایع ہوتے دیکھ کر حسرت وندامت کا کیا عالم ہوگا۔وہاں وہ مفلس حسرتیں کرتا رہے گا کہ کاش اس نے لوگوں کے حقوق نہ مارے ہوتے۔

حسرت کی ایک اور صورت:

حسرت کے دن کچھ لوگوں کے اعمال جو بظاہر نیک اعمال تھے، ضائع ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ان اعمال کا اللہ تعالی کے ہاں کوئی وزن نہیں ہوگا۔ کیوں؟، کیونکہ یہ نیک اعمال اللہ تعالی کے احکام اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کے دائرے سے باہر ہوں گے۔اس دن جب ایک ایک نیکی کی ضرورت ہوگی، تمام نیکیاں ضائع ہوتے دیکھ کر لوگوں حسرت کی کیا حالت ہوگی، ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاء مَّنثُوراً ﴾

''اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے''(11)۔

ساری زندگی کی محنت رایگاں گئی، جن اعمال پر نجات کا تکیہ تھا انہیں غبار بن کر اڑا دیا گیا۔اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اعمال جنہیں نیک سمجھا جارہا تھا، وہ رسول اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق نہیں تھے:

....

(10) حدیث صحیح: بروایت حضرت ابوہریرہؓ، صحیح مسلم 2581، صحیح ترمذی 2418، صحیح الجامع 87۔

(11) الفرقان 23

﴿ وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴾

''وہاں اللہ کی طرف سے ان کے سامنے وہ کچھ آئے گا جس کا انہوں نے کبھی اندازہ ہی نہیں کیا'' (12)۔

حسرت کی ایک صورت ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اللہ تعالی کی راہ سے روکنے کیلئے اپنا مال خرچ کیا تھا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّواْ عَن سَبِيلِ اللّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُواْ إِلَى جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴾

''جن لوگوں نے حق کو ماننے سے انکار کیا ہے وہ اپنے مال خدا کے راستے سے روکنے کیلئے صرف کر رہے ہیں اور ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے مگر آخر کار یہی کوششیں ان کیلئے پچھتاوے کا سبب بنیں گی، پھر وہ مغلوب ہوں گے، پھر یہ کافر جہنم کی طرف گھیر لائے جائیں گے'' (13)۔

حسرت ایک صورت اس وقت ہوگی جب منکرین حق اپنے رب کے سامنے پیش ہوں گے اور وہ ان سے پوچھے گا:

﴿ وَلَوْ تَرَى إِذْ وُقِفُواْ عَلَى رَبِّهِمْ قَالَ أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ ﴾

''کاش وہ منظر تم دیکھ سکو جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے، اس وقت ان کا رب ان سے پوچھے گا: کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟''۔

﴿ قَالُواْ بَلَى وَرَبِّنَا ﴾

''یہ کہیں گے: ہاں، اے ہمارے رب! یہ حقیقت ہی ہے''۔

﴿ قَالَ فَذُوقُواْ العَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴾

....

(12) الزمر 48

(13) الانفال 36

''وہ فرمائے گا، اچھا تو اب اپنے انکارِ حقیقت کی پاداش میں عذاب کا مزا چکھو'' ۔

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللّٰهِ حَتَّى إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلَى مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ أَلاَ سَاءَ مَا يَزِرُونَ﴾

''نقصان میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے اپنی ملاقات کی اطلاع کو جھوٹ قرار دیا، جب اچانک وہ گھڑی آجائے گی تو یہی لوگ کہیں گے، افسوس، ہم سے اس معاملہ میں کیسی تقصیر ہوئی، اور ان کا حال یہ ہوگا کہ اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہ کا بوجھ لادے ہوئے ہوں گے، دیکھو کیسا برا بوجھ ہے جو یہ اٹھا رہے ہیں'' (14)۔

حسرت کی ایک اور صورت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے رسول ﷺ کی پیروی نہ کی اور اس کی جگہ اس نے دنیا میں گمراہی کے اماموں کو اپنا دوست بنا لیا مگر حسرت کا یہ ہولناک منظر دیگر مناظر سے زیادہ بھیانک ہے، اس لئے کہ اس منظر میں منکر حق مارے حسرت کے اپنے ہی ہاتھ چباتا ہے:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلاً﴾

''اس دن ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا: کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا''۔

﴿يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلاَناً خَلِيلاً ، لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولاً﴾

''ہائے میری کم بختی...... کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا، اس کے بہکائے میں آکر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی، شیطان انسان کے حق میں بڑا ہی بے وفا نکلا'' (15)۔

گو کہ یہ آیت ایک خاص واقعہ میں نازل ہوئی مگر اس کا حکم عام ہے۔ یہاں اس دوست کے نام کے بجائے '' فُلاَناً'' کا لفظ اسی عموم کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اس آیت میں واضح کیا گیا کہ جو دوست کسی

....

(14) الانعام 30، 31

(15) الفرقان 27، 29

معصیت اور گناہ پر جمع ہوں اور خلاف شرع امور میں ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہوں، قیامت کے روز اس دوست کی دوستی پر حسرت کریں گے۔

حسرت کے دن حسرتوں کا ایک سبب دنیا میں ہمارے حکمراں، لیڈر اور پیشوا بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ حکمراں، لیڈر اور پیشوا فاسق و فاجر اور بے دین ہیں اور اس کے باوجود ہم ان کے پیچھے چل رہے ہیں تو یہی حکمراں، لیڈر اور پیشوا ہماری حسرت کا سبب بنیں گے:

﴿ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُواْ إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلّهِ جَمِيْعاً وَأَنَّ اللّهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴾

''کاش جو کچھ عذاب کو سامنے دیکھ کر انہیں سوجھنے والا ہے وہ آج ہی ان ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری طاقتیں اور سارے اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے''۔

دنیا میں تو ان پیشواؤں کے پیچھے اس لئے چلتے تھے کہ وہ ان کے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے مفادات حاصل کریں مگر آخرت میں ساری قوت اور تمام اختیارات اللہ تعالی کے قبضے میں ہوں گے۔

﴿ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُواْ مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُواْ وَرَأَوُاْ الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الأَسْبَابُ ﴾

''جب وہ سزا دے گا اس وقت کیفیت یہ ہوگی کہ وہی پیشوا اور رہنما جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی، اپنے پیروؤں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے مگر سزا پا کر رہیں گے اور ان کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا''۔

حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد وہی لیڈر اور پیشوا جو عوام الناس کو دھوکہ دے کر اپنے پیچھے چلاتے تھے تا کہ ہر جگہ ان کی جے جے ہو، آج ان سے برائت اور بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیڈروں اور پیشواؤں کا یہ طرز عمل دیکھ کر پیروی کرنے والے کہیں گے:

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُواْ لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّؤُواْ مِنَّا ﴾

''اور وہ لوگ جو دنیا میں ان کی پیروی کرتے تھے کہیں گے: کاش ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس

طرح آج یہ ہم سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں، ہم ان سے بیزار ہو کر دکھا دیتے''۔

نعرے لگانے والوں کو آج حقیقت کا علم ہو گیا کہ یہی پیشوا اور رہنما جن کی دنیا میں ہم پیروی کرتے تھے ہماری ناکامی اور نامرادی کا سبب بنے ہوئے ہیں اس کے باوجود آج ہم سے بیزاری اور لاتعلقی دکھا رہے ہیں۔وہ کہیں گے کاش ہمیں ایک موقع پھر سے مل جائے، ہم بھی اسی طرح ان سے بیزاری دکھائیں جس طرح آج یہ لوگ ہم سے لاتعلق ہو گئے ہیں مگر ان کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی:

﴿ كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴾

''یوں اللہ ان لوگوں کے وہ اعمال جو یہ دنیا میں کر رہے ہیں، ان کے سامنے اس طرح لائے گا یہ حسرتوں اور پشیمانیوں کے ساتھ ہاتھ ملتے رہیں گے مگر آگ سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے''(16)۔

پیروی کرنے والوں اور رہنماؤں کے درمیان ایک اور مکالمہ قرآن مجید میں درج ہے جس میں ایک طرف پیروی کرنے والوں کی حسرت وندامت کا اظہار ہے تو دوسری طرف پیشواؤں اور لیڈروں کی بےبسی کی عکاسی ہوتی ہے:

﴿ وَبَرَزُواْ لِلّهِ جَمِيعاً فَقَالَ الضُّعَفَاء لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُواْ إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعاً فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّهِ مِن شَيْءٍ قَالُواْ لَوْ هَدَانَا اللّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ سَوَاء عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن مَّحِيصٍ ﴾

''اور یہ لوگ جب اکٹھے اللہ کے سامنے بےنقاب ہوں گے تو اس وقت ان میں سے جو دنیا میں کمزور تھے وہ ان لوگوں سے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہیں گے: دنیا میں ہم تمہارے تابع تھے، اب کیا تم اللہ کے عذاب سے ہم بچانے کیلئے بھی کچھ کر سکتے ہو؟ وہ جواب دیں گے اگر اللہ نے ہمیں نجات کی کوئی راہ دکھائی ہوتی تو ہم ضرور تمہیں بھی دکھا دیتے، اب تو یکساں ہے، خواہ ہم جزع وفزع کریں یا صبر، بہر

....

(16)البقرہ165، 167

حال ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں'' (17)۔

حسرت کے مارے یہ لوگ جب اپنے پیشواؤں سے مایوس ہوجائیں گے تو شیطان کے پاس جائیں گے، وہی تو گمراہوں کا امام ہے، اس سے جہنمی بات کر کے کہیں گے تو نے ہمیں مروایا ہے، اب یہاں سے نکالنے کی بھی کوئی سبیل پیدا کر، وہ جہنمیوں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہے گا:

﴿ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الأَمْرُ ﴾

''اور جب فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے گا''۔

﴿ إِنَّ اللّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ﴾

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کئے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کئے ان میں سے کوئی بھی پورا نہ کیا''۔

﴿ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلاَّ أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ﴾

''میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں، میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تمہیں دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبیک کہا''۔

شیطان اس وقت جہنمیوں کے سامنے سب سے بڑی حقیقت بیان کر رہا ہوگا جسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ اس نے برائی پر کسی کو مجبور نہیں کیا، بس برائی کی دعوت دی تھی جس پر سب نے لبیک کہا:

﴿ فَلاَ تَلُومُونِي وَلُومُواْ أَنفُسَكُم ﴾

''اب مجھے ملامت نہ کرو، اپنے آپ ہی کو ملامت کرو''۔

﴿ مَّا أَنَاْ بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُمْ بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾

....

(17) ابراہیم 21

''یہاں نہ میں تمہاری فریاد رسی کرسکتا ہوں اور نہ تم میری، اس سے پہلے تم نے مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا تھا، میں اس سے بری الذمہ ہوں، ایسے ظالموں کیلئے تو دردناک سزا یقینی ہے'' (18)۔

شیطان کے منہ سے الفاظ سن کر جہنمیوں کی حسرت اور پشیمانی کا کیا عالم ہوگا۔

حسرت کا ایک اور منظر، جنتیوں اور دوزخیوں کا یہ مکالمہ ہے:

﴿ وَنَادَى أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَن قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقّاً ﴾

''پھر یہ جنت کے لوگ دوزخ والوں سے پکار کر کہیں گے: ہم نے ان سارے وعدوں کو ٹھیک پا لیا جو ہمارے رب نے ہم سے کئے تھے''۔

اہل جنت، اہل دوزخ سے پوچھ رہے ہیں کہ ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم ایمان لے آؤ اور نیک عمل کرو تو میں تمہیں جنت دوں گا جس میں تمہارے لئے نعیم مقیم ہے۔ یہ ساری نعمتیں آج نہ صرف ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں بلکہ ان سے مستفید بھی ہو رہے ہیں۔ ہمارے رب کا ہم سے وعدہ سچا نکلا، اب تمہارے رب نے جو تم سے وعدے کئے تھے کہ میری نافرمانی کرو گے تو میں تمہیں جہنم میں ڈالوں گا جو بہت برا ٹھکانہ ہے، تو کیا وہ وعدہ بھی سچا نکلا:

﴿ فَهَلْ وَجَدتُّم مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقّاً ، قَالُواْ نَعَمْ ﴾

''کیا تم نے بھی ان وعدوں کو ٹھیک پایا جو تمہارے رب نے کئے تھے؟، وہ جواب دیں گے ہاں!''۔

کیونکہ اب انکار کی گنجائش ہی نہیں، کاش اس حسرت سے پہلے اہل جہنم اس حقیقت کو جان لیتے کہ اللہ تعالی کے وعدے سچے ہیں، اب اقرار کے سوا کوئی چارہ نہیں مگر یہ اقرار اب کس کام کا:

﴿ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ اللّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴾

''تب ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا کہ: خدا کی لعنت ظالموں پر'' (19)۔

....

(18) ابراہیم 22 (19) الاعراف 44

اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان ایک اور مکالمہ ہے جس میں اہل دوزخ کی حسرت وندامت اور پشیمانی کا ہیبت ناک منظر ہے:

﴿ وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاء أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّهُ قَالُوا إِنَّ اللّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ ﴾

''اور دوزخ کے لوگ جنت والوں کو پکاریں گے: تھوڑا سا پانی ہم پر ڈال دو یا جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اسی میں سے کچھ پھینک دو، وہ جواب دیں گے: اللہ نے یہ دونوں چیزیں ان منکرین حق پر حرام کردی ہیں'' (19)۔

دنیا میں تو کھانا اور پینا سب کو ملتا رہا مگر آخرت میں یہ رزق اللہ تعالی منکرین حق پر حرام کردے گا۔

جب یہ لوگ اپنے پیشواؤں سے مایوس ہو جائیں گے، شیطان سے مایوس ہو جائیں گے اور اہل جنت سے مایوس ہو جائیں گے کہ کہیں سے بھی کوئی ان کی مدد کرنے کو تیار نہیں تب یہ لوگ جہنم کے اہلکاروں کو پکاریں گے:

﴿ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْماً مِّنَ الْعَذَابِ ، قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَى قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاء الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴾

''پھر یہ دوزخ میں پڑے ہوئے لوگ جہنم کے اہلکاروں سے کہیں گے: اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے عذاب میں بس ایک دن کی تخفیف کردے، وہ پوچھیں گے، کیا تمہارے پاس رسول بینات لے کر نہیں آتے رہے تھے، وہ کہیں گے ہاں، جہنم کے اہلکار بولیں گے، پھر تو تم ہی دعا کرو، اور کافروں کی دعا اکارت ہی جانے والی ہے'' (21)۔

....

(20) الاعراف 50 (21) المومن 49، 50

اندازہ کریں کہ حسرت کے مارے یہ لوگ جہنم کے اہلکاروں سے عذاب سے نجات حاصل کرنے کی نہیں بلکہ ایک دن......بس ایک دن عذاب میں تخفیف کی گزارش کررہے ہیں مگر منکرین حق رحم کے قابل نہیں کہ ان کے عذاب میں ایک دن کی بھی تخفیف کی جائے۔

جب وہ ہر طرف سے مایوس ہو جائیں گے تو جہنم کے داروغہ کو چیخ چیخ کر پکاریں گے:

﴿ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ ﴾

''اے مالک!''(22)۔

ایک دن کے عذاب میں تخفیف کی گزارش مسترد کر دی گئی تو اب مالک کو پکار کر کیا کہنا چاہتے ہیں:

﴿ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ﴾

''تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے تو اچھا ہے''۔

ایسی زندگی سے موت ہی اچھی ہے، تیرا رب ہمیں موت دے دے، ہمیں خاک بنا دے، دھول بنا کر اڑا دے تو زیادہ اچھا ہے۔

مالک انہیں جواب دے کر کہے گا:

﴿ قَالَ إِنَّكُم مَّاكِثُونَ ، لَقَدْ جِئْنَاكُم بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴾

''وہ جواب دے گا: تم یوں ہی پڑے رہو گے، ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے مگر تم میں سے اکثر کو حق ہی ناگوار تھا''(23)۔

مالک کے اس جواب سے اہل جہنم کی حسرت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔

جنتیوں سے مایوس، جہنم کے اہلکاروں سے مایوس حتی کہ جہنم کے داروغہ سے مایوس ہو گئے۔ اب

....

(22) جہنم کے داروغہ کا نام۔

(23) الزخرف 77

جہنمیوں کے پاس اورکوئی چارہ نہیں سوائے اس کے رب کو پکاریں جنہیں دنیا میں وہ بھولے ہوئے تھے۔ صدیوں تک پکارتے رہیں گے:

﴿ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْماً ضَالِّينَ ، رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴾

''اے ہمارے رب، ہماری بدبختی ہم پر چھا گئی تھی، ہم واقعی گمراہ لوگ تھے،اے پروردگار،اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں گےتو ظالم ہوں گے''۔

اورصدیوں کے بعدرب سبحانہ وتعالی انہیں جواب دے گا:

﴿ قَالَ اخْسَؤُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴾

''اللہ تعالی ان کو جواب دے گا: دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو''

ان میں رحم کے قابل ایک ذرہ ہوتا تو ارحم الراحمین کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی مگر ان میں رحم کے قابل کوئی ذرہ بھی نہیں تھا:

﴿ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ، فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيّاً حَتَّى أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ، إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴾

''تم وہی لوگ تو ہو کہ میرے بندے جب کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے، ہمیں معاف کردے، ہم پر رحم کر تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے تو تم نے ان کا مذاق بنالیا، یہاں تک کہ ان کی ضد نے تمہیں یہ بھی بھلا دیا کہ میں بھی کوئی ہوں اور تم ان پر ہنستے رہے، آج ان کے صبر کا میں نے یہ پھل دیا ہے کہ وہی کامیاب ہیں'' (24)۔

....

(24) المومنون 107، 111

بس......

رب سبحانہ وتعالی کے اس جواب کے بعد جہنم کے دروازے بند ہو جائیں گے......

پھر حسرتیں رہ جائیں گی......

ندامتیں رہ ائیں گی......

افسوس اور پشیمانیاں رہ جائیں گی۔

اللہ تعالی ان پر اپنی رحمت کے دوازے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند کردے گا۔

اسی حسرت وندامت سے بچانے کیلئے اللہ تعالی نے انبیاء اور رسولوں کو بھیجا مگر منکرین حق اپنے انکار پر بضدر ہے:

﴿ يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُون ﴾

''افسوس ہے بندوں کے حال پر، جو رسول بھی ان کے پاس آیا اس کا وہ مذاق ہی اڑاتے رہے''(25)۔

ہمیں قرآن مجید کی یہ آیات بتاتی ہیں کہ ہم کل کیلئے آج اپنی تیاری کرلیں ورنہ کل ہمیں حسرتوں کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے:

﴿ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ، وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ ، وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ، فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴾

''درحقیقت یہ پرہیزگار لوگوں کیلئے ایک نصیحت ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ جھٹلانے والے ہیں، ایسے کافروں کیلئے یقیناً یہ موجب حسرت ہے اور یہ بالکل یقینی ہے، پس اے نبی، اپنے ربِ عظیم کے نام کی تسبیح کرو''(26)۔

....

(25) یاسین 30

(26) الحاقۃ 48، 52

گزشتہ باتوں سے معلوم ہوا کہ:

* قیامت کے دن کو ’’حسرت کا دن‘‘ کہا گیا ہے۔

* اس دن انسانوں کے دو گروہ ہوں گے، ایک جنتی اور دوسرا دوزخی۔

* جو جنت سے محروم ہوا وہ اپنی زندگی پر حسرت کرے گا۔

* اس وقت حسرت وندامت کسی کام نہیں آسکتی۔

* قرآن مجید کی بعض آیات مبارکہ میں اور رسول اکرم ﷺ کی احادیث طیبہ میں ان حسرتوں کے کچھ مناظر دکھائے گئے ہیں۔

* ان حسرتوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم شعوری طور پر ایمان لے آئیں اور کل جس کا آنا یقینی ہے اس کی تیاری کریں۔

* اس حقیقت کا ادراک کریں کہ زندگی کا جو لمحہ ہمیں اللہ تعالی سے قریب کرنے کا باعث نہیں بن رہا وہ ہمیں اللہ تعالی سے دور کرنے کا موجب ہے۔

اللہ تعالی ہمیں حسرت کے دن کی حسرتوں سے بچائے، نیک عمل کی توفیق عطا کرے اور آخرت میں سعیدوں میں اپنی رحمت سے شامل کرلے۔ (آمین)

مصنف کی دیگر کتب:

1)بندگی رب کے تقاضے۔

2)احسان کیا ہے؟۔

3)اسماء الحسنیٰ (تمہید،اللہ،الالہ،الرب،الرحمٰن الرحیم،الحق،الجبار،الفتاح)

4)حسرتیں۔

5)انفاق وصدقات،فضائل وآداب۔

زیر ترتیب:

1)ان صلاتی۔

2)داد شجاعت۔

3)نارنگی پوشاک والے۔

4)استقامت کیا ہے؟

تمام کتابیں درج ذیل لنک سے حاصل کی جاسکتی ہیں:

http://www.quranurdu.com/books/urdu_books/

مصنف سے رابطے کیلئے:

nazar_70@hotmail.com